اللہ اکبر

سلسلۂ مضامین حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

نمبر ۱۱

خطبۂ صدارت تقریری

امام الاحرار مولانا ابو الکلام صاحب آزاد مدظلہ العالی

جلسہ جمعیۃ العلماء ہند بمقام لاہور سنہ ۱۹۲۱ء

جس کو خاص طور سے حاصل کر کے

منشی مشتاق احمد صاحب ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ نے

لالہ [illegible] اس صاحب گپتا کے اہتمام سے

[illegible] پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شایع کیا

قیمت ۶ر

عرض

حضرات! ابتک قوم کے پاس اُردو مختصر نویس موجود نہیں تھے اور اسی وجہ سے رہنمایان قوم کی بہترین زبانی تقریریں مکمل قلمبند نہیں ہوتی رہی ہیں خوش قسمتی سے اسوقت منشی غلام حسنین خاں صاحب (سب انسپکٹر سی۔ آئی ڈی جو اُردو کے مختصر نویس ہیں) نے رہنمایان قوم کے متفقہ حکم ترک ملازمت کو لبیک کہتے ہوئے اپنی ملازمت سے استعفا دیدیا اور اب وہ قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔

جلسہ جمعیۃ العلماء کے موقع پر لاہور پہنچکر میں نے منشی صاحب موصوف سے حضرت مولانا ابوالکلام صاحب کی تقریر کو قلمبند کرنے کی خاص طور سے استدعا کی۔ اور آگرہ کی تقریر کے بعد یہ دوسرا موقعہ ہے کہ حضرت مولانا کی مکمل تقریر آپکے سامنے ہے۔ خطبۂ صدارت کا ابتدائی حصّہ جو تحریری تھا وہ کلکتہ سے ابھی تک نہیں آیا عنقریب آجائیگا۔ شائقین کے اصرار سے یہ تقریری حصہ علیحدہ شائع کرنا مناسب خیال کیا گیا۔ تحریری حصہ حاصل ہوتے ہی شائع کیا جائیگا۔

چونکہ حضرت مولانا تقریر نہایت تیزی سے فرماتے ہیں اسوجہ سے معمولی غلطیاں موجود ہیں افسوس کہ اُنکی تصحیح بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ ۱۰؍ دسمبر ۲۱ء کو حضرت مولانا گرفتار ہوکر جیل چلے گئے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ حضرت مولانا کے احکامات کی جو اس تقریر میں درج ہیں۔ ہم جلد سے جلد تعمیل کریں اور اظہار حق کے مقابلے میں ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمکو ہمت و استقامت دیوے۔ آمین

خادم ملت مشتاق احمد۔ ۱۴؍ دسمبر ۲۱ء

رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ اوّل

امرتسر - دہلی - بمبئی - پیرس - لاہور - کلکتہ کی مشہور تقریروں کا مجموعہ ۸ر

تقاریر مولانا محمد علی صاحب حصہ دوم

کراچی - الہ آباد - گجرات - احمد آباد لکھنؤ کی زبردست تقریروں کا مجموعہ ۸ر

خطبہ صدارت مولانا محمد علی صاحب دہلی و لکھنؤ کانفرنس ۵ر

جذبات جوہر - (مجموعہ نظم) ۲ر

تقریر مدراس ۳ر **بیان مقدمہ کراچی** ۴ر

مکمل مقدمہ کراچی - عدالت ابتدائی و سشن جج ۴ر

بیان مولانا حسین احمد صاحب در مقدمہ کراچی ۲ر

تصانیف حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی

الاظہار

مسئلہ خلافت اور واقعات پنجاب علماء کے فرائض پر لاجواب تصنیف ۸ر

درس خلافت

تقریر سکھانے والی وہ مشہور کتاب جو چھٹی مرتبہ چھپی ہے ۸ر

المکتوب

دس ہزار میل کا حضرت مولانا عبد الماجد صاحب کا خود نوشت سفرنامہ بلگام اور بہار کانفرنس کی دو مشہور تقریریں - بنگلور - میسور - نیلگری - بمبئی - کراچی - پٹنہ - وغیرہ کے مفصّل حالات - محراب لرزاں کی کیفیت ۸ر

جذبات الصداقت (مجموعہ مضامین) ۳ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

ہوئی لیکن بحیثیت جمعیۃ العلماء کے ان کی تجاویز ایک نہایت اہم موضوع تھا۔ پچھلے دنوں اگرچہ اس جمعیت کی دو عظیم الشان جمعیتیں منعقد ہوئیں لیکن وقت کے مسئلہ کے استغراق کی وجہ سے اسکی مہلت نہ ملی کہ اس عظیم الشان موضوع پر نظر ڈالی جائے۔ اسلئے ایک نہایت ضروری چیز یہ تھی کہ جہانتک توفیق الٰہی ساتھ دے، اُن مقاصد کی بھی تشریح کر دی جائے۔

پہلا ٹکڑا تو یہ تھا۔ دوسرا ٹکڑا جو ہمارے سامنے آتا ہے، وہ مسائل حاضرہ کا ہے۔ اُن کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ مسائل حاضرہ کے سلسلے میں اگرچہ نہایت تفصیل کے ساتھ ہر طرح کے مطالبات واضح ہو چکے ہیں، اور بحث و نظر کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جو دو سال سے خلافت کی مجلسوں میں صاف نہ ہو چکا ہو لیکن تاہم پھر بھی خاص مسائل ہیں جو ان ایام میں پیش آگئے۔ اور یہ چیز ہی اب تک باقی ہے کہ جمعیۃ العلماء کے مقاصد انضباط کے ساتھ سامنے آجائیں۔ یہ دو ٹکڑے تھے جن کی وضاحت کی سخت ضرورت تھی۔ میری خواہش تھی کہ میں ریل کے اُن گھنٹوں کے اندر ان اوراق کو مرتب کر لوں۔ جسقدر لکھ چکا ہوں وہ پیش کرونگا اور کوشش کروں گا کہ باقی حصّہ کو آپ کے سامنے زبانی عرض کر دوں اگر وقت نے ساتھ دیا تو آج، نہیں تو کل کی صحبتوں میں زبانی عرض کر دوں گا۔

ایک اور معاملہ بھی ہے قبل اسکے کہ وہ تحریری حصہ شروع ہو، یہ امر بھی آپ عزیزوں کے سامنے عرض کر دوں۔ کہ ہر مجلس کا ایک موضوع ہوتا ہے ایک منشا ہوتا ہے۔ ایک زبان ہوتی ہے۔ ایک طرز ہوتا ہے۔ یہ خطاب فی الحقیقت مجمع علماء سے ہے اور اسلئے اس امر کی ضرورت تھی کہ طرز بیان میں اُس حیثیت اور اقتضا کو ملحوظ رکھا جاتا۔ ممکن ہے کہ بعض الفاظ آپ کے لئے واضح نہوں۔ یا بعض ٹکڑے ایسے آئیں جن میں آپ کو کچھ الفاظ مشکل معلوم ہوں تو میں اُمید

خطبۂ صدارت تقریری حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مدظلہ

جلسہ جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ بریڈلا ہال لاہور بتاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۲۱ء

حضرات! مجھکو اس موقعہ پر جو معروضات آپکی خدمت میں پیش کرنا تھیں خاص طور پر اصرار کیا گیا کہ میں اپنی عادت کے خلاف اُسے قلمبند کروں۔ موجودہ وقت جن حالات اور جن مشغولیتوں میں صرف ہو رہا ہے آپ میں سے ہر بزرگ اور عزیز پر وہ حالات روشن ہیں اور اس لئے فرصت کی قلت اور وقت کی ناساعدت کی معذرت کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا۔ میں نے اس امر کی کوشش کی کہ یہ چند دن جو مجھکو میسّر آگئے تھے، اس موقعہ کے لئے بعض گذارشات کی ترتیب میں صرف کردوں، لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حالات اور مشغولیت نے مجھکو بالکل مہلت نہ دی۔ حتیٰ کہ یہ تھوڑا سا وقت کہ جو عصر سے لیکر اسوقت تک مجھے میسّر آیا یہ وقت بھی میں نے اُس تحریر کی ترتیب میں صرف کیا۔ باوجود اسکے وہ تحریر ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

بالفعل جمعیۃ العلماء کے سلسلہ میں جو اہم مطالبات میرے سامنے تھے، اُن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم اُن مطالبات کی تھی کہ جو جمعیۃ العلماء کے وجود، جمعیۃ العلماء کے مقاصد، اور طبقۂ علماء کے وجود سے تعلق رکھتی ہے۔ قطع نظر وقت کے حالات اور وقت کے مقتضیات کے جمعیۃ العلماء خواہ کیسے ہی وقت میں منعقد

زیادہ بہتر۔ زیادہ مستعد حصہ اس ٹکڑے میں صرف ہو چکا ہے اور جلسہ کی موجودہ حالت اسکے لئے متحمل نہیں ہے کہ اب میں اُس ٹکڑے کو زیادہ صراحت و تفصیل کے ساتھ عرض کردوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مقصود ہوا اور پرسوں تک کی محفلوں میں ضمناً وہ مسئلہ سامنے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے زبان پر جاری کیا تو وہ آپکے سامنے پیش کرونگا۔ لیکن چند ضروری ٹکڑے ہیں جنکو اختصار کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے گوش گذار کردوں۔

اس وقت میری آپ کے اس مجمع کے مقابلہ میں حیثیت کیا ہے؟ میں اسوقت آپکے سامنے ایک واعظ ایک داعی، ایک مقرر نہیں ہوں۔ اسلئے یہاں نہیں کھڑا ہوں کہ آپکے کانوں اور آنکھوں کے لئے تماشہ بنوں۔ میرا کام ایک خاص فرض کا ادا کرنا ہے۔ لوگوں کے حسن ظن نے مجھے اسپر کھڑا کردیا ہے۔ میرا فرض یہ ہے کہ جمعیۃ العلما کے تعلق کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن خیالات کا اعلان ہونا چاہئے وہ عرض کردوں۔ اسوقت اگر آپ واعظانہ صحبتوں کا وقت لیکر آئے ہوئے ہیں تو اُس کا بہترین وقت آپکے سامنے آنے والا ہے۔ اسوقت جو بیان آئیگا وہ ادائے فرض ہے سب سے پہلے جو مسئلہ اس سلسلے میں ہمارے سامنے آتا ہے مسئلہ حاضرہ اور وقت کے مسئلہ کے سلسلے میں سب سے پہلے جو اہم چیز ہمارے سامنے آتی ہے، وہ وہی مسئلہ ہے جو تمھاری زبانوں پر نہیں بلکہ تمھارے دلوں کے صفحوں پر نقش ہے۔ یعنی

مسئلہ خلافت

مسئلہ خلافت کا تعلق اس کی اہمیت اس کے متعلق جو عمل ہیں مسلمانوں کے اوپر اُن کا وجوب۔ مسلمانوں کے لئے اُن کی ضرورت نہ صرف ضرورت بلکہ ایمان و کفر کے امتحان گاہ کا اُن کے لئے پیدا ہو جانا۔ ان تمام پہلوؤں کو نہایت تشریح

کرتا ہوں کہ آپ صبر کے ساتھ اُن حصّوں کو سنینگے تاکہ وہ حصّہ ختم ہو جائے، اور اصل مقصد کی بحث شروع ہو۔

(یہاں سے تحریری حِصّہ پڑھا گیا۔ جو کلکتہ سے ابھی تک نہیں آیا۔ انتظار ہے۔ عنقریب علیحدہ شائع کیا جائیگا)

خطبۂ زبانی حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مدظلہ

حضرات! یہ جسقدر بھی تحریری حصّہ خطبہ کا تھا اگرچہ ایک حد تک بے صبری اور بد ذوقی سے سنا گیا لیکن بہرحال میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ تمام حصّہ سُن لیا اگرچہ یہ ٹکڑا بھی نہایت اختصار کے ساتھ لکھا گیا اور بحث و نظر کے چند نہایت ضروری گوشے تھے جو بخیال اختصار ترک کر دئے گئے۔ لیکن بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ ان متفرق داستانوں کے سُننے کے بعد جو مختلف طرق رہ چکے ہیں اُس کا ایک سرسری خاکہ آگیا ہو گا۔

مسائل حاضرہ

اب اسکے بعد اس امر کی ضرورت تھی کہ اُس دوسرے ٹکڑے کی جانب توجہ ہوتی کہ جو اگرچہ جمعیۃ العلماء کے عظیم مقصد میں داخل نہیں ہے۔ نفس جمعیۃ کے مقصد میں داخل نہیں ہے۔ لیکن فی الحقیقت وقت کا عظیم الشان مسئلہ ہے جو نہ صرف جمعیۃ العلما بلکہ عالم اسلامی کے لئے ہر قائل لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ کے لئے، بلکہ ہر انسانیت دوست اور انسانیت پسند انسان کیلئے جو مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا وقت کا مسئلہ تھا۔ اور ضرورت تھی کہ اُسکی جانب میں متوجہ ہوتا اور اُس بارے میں بھی جمعیۃ العلماء کے مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ آپ کے سامنے میں پیش کرتا۔ لیکن اب اسوقت جلسہ کا

گورنمنٹ کی طرف بڑھا سکیں (اللہ اکبر)

جس وقت تک ایک چپہ ایک انچہ زمین بھی مقدس جزیرۃ العرب کی (حجاز کی نہیں، حدود حرم کی نہیں۔ میں تو اُس جغرافیہ کا نقشہ سُنا چکا ہوں۔ عراق کا دو تہائی حصہ جغرافیہ قدیم وحال میں جزیرۃ العرب میں داخل ہے۔ اور عراق کی سرزمین میں اب اسوقت بھی بلا واسطہ اور بالواسطہ انگریزوں کا دخل موجود ہے) جس وقت تک ایک چپہ زمین پر، ایک انچہ زمین پر، اتنے حصّہ پر کہ جتنے حصّہ میں عراق کے اُڑنے والے گرد وغبار کا ایک ذرہ آ سکتا ہے اگر انگریزی حکومت کا بلا واسطہ یا بالواسطہ ہاتھ باقی رہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے آسان ہے کہ بچھوؤں کے ساتھ، سانپوں کے ساتھ صلح کرلیں۔ پہاڑوں کے غاروں اور بھٹوں میں چلے جائیں، وہاں درندوں کے ساتھ صلح کرلیں، مگر یہ ممکن نہیں کہ انگریزوں کے سامنے صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔

فلسطین

جزیرۃ العرب کے بعد مسئلہ خلافت کے مطالبات کیا ہیں؟ وہ بھی آپ کو یاد ہیں؟ وقت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے میں اس امر کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ وہ بھی آپ کو یاد دلا دوں۔

دوسری اہم چیز ہمارے سامنے فلسطین کی وہ سرزمین ہے جسکی تحریم ہمارے لئے ویسی ہی ضروری ہے۔ جبتک اُس کا ایک چپہ بھی غیر مسلم اثر میں باقی ہے اُس وقت تک محال ہے کہ ہمارے واسطے کسی صلح یا مفاہمت کا دروازہ کھُل سکے۔ میں اس وقت اُن دفعات کی تشریح نہ کرونگا جو خلیفۃ المسلمین پر شرائط عائد کئے گئے۔ یا خلافت کے اُن حقوق پر۔ جسوقت تک اُن شرائط میں

کے ساتھ ان گذشتہ دو سال کے اندر میں بیان کرچکا ہوں - اور میں نہ چاہونگا
کہ وہ دُہرائی ہوئی داستان پھر آپ کے سامنے دُہراؤں -

وقت کے حالات اس امر کا ضرور داعیہ رکھتے ہیں کہ اس امر کو ظاہر کردوں
کہ خلافت کے متعلق مسلمانان عالم اور علی الخصوص مسلمانان ہند کے مطالبات
شرعی کیا تھے - تاکہ ایک مرتبہ اُن مطالبات کا اعادہ موجودہ حالت کے اعتبار
سے اس امر کا فیصلہ کرلے کہ ہمارے مطالبات کیا ہیں اور اُن مطالبات کی
صورت اور نوعیت کیا ہے - اور وہ دنیا کے ہر طرح کے خیالات سے ہر طرح کی
مفاہمت سے سمجھوتوں سے بالکل بالاتر ہے - کسی طرح کی گنجایش باقی نہیں ہے -

مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں اس صحبت میں مجھکو جو کچھ عرض کرنا ہے وہ یہ ہے
کہ مسئلہ خلافت کے متعلق جو ہمارے مطالبات تھے وہ شرعی مطالبات تھے - وہ
اُس میں نہ تو کچھ گھٹا سکتے ہیں نہ بڑھا سکتے ہیں - نہ کوئی قدم پیچھے لیجا سکتے ہیں -
نہ داہنے لیجا سکتے ہیں نہ بائیں - اس میں کسی طرح کا سمجھوتا یا مفاہمت کا سوال
نہیں ہو سکتا -

جزیرۃ العرب

اس بارے میں مسلمانوں کے مطالبات یہ تھے کہ جزیرۃ العرب کو غیر مسلم
اثر سے بالکل پاک کردینا چاہئے - جزیرۃ العرب کے متعلق ہمارا یہ اعلان تھا کہ جزیرۃ
العرب صرف حرمین کا نام نہیں ہے - بلکہ عراق کا دو تہائی حصّہ بھی حسب جغرافیہ
اُس میں داخل ہے - اسلئے عراق کی سرزمین، بصرہ کا علاقہ، بغداد کا علاقہ
جزیرۃ العرب میں داخل ہے -

جس وقت تک انگریزوں کا اثر جزیرۃ العرب کی ایک جپہ زمین پر باقی رہیگا
مسلمانان عالم کے لئے ناممکن ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے صلح و سمجھوتہ کا ہاتھ برٹش

مطالبات

ہمارا مطالبہ جزیرۃ العرب، فلسطین، اور شام کے لئے ہے، بیت المقدس کے لئے ہے، پائگاہ خلافت کے لئے ہے، اور اُن شرائط کے لئے ہے جو پائگاہ خلافت کے لئے عائد کی گئیں۔

مسئلہ خلافت کے متعلق جو عرض کرنا تھا وہ چند اشارات تھے جو آپ کے گوشگذار کر دئے۔ میرے فرائض میں سے ایک نہایت اہم فرض یہ بھی ہے کہ ایک دوسری جانب بھی کچھ نہ کچھ اشارہ کروں۔

واقعات مالابار

میرا مقصد وہ حادثہ ہے کہ جس حادثہ کو آپ میں سے تقریباً تمام اخبار بین اور باخبر حضرات مختلف اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ میرا مقصد جنوب ہند سے مدراس و مالابار کے اُس حادثہ سے ہے جسکے متعلق طرح طرح کے نتائج وحالات آپ کے سامنے آچکے ہیں۔ اس موقعہ پر جمعیۃ العلماء کے اس مجمع میں یقیناً میں اپنا یہ فرض محسوس کرتا ہوں، کہ پوری ذمہ داری کے ساتھ اس واقعہ کی نسبت احکام شرع کی رو سے جو ہمارا اعلان ہوسکتا ہے اُس اعلان کو اختصار کے ساتھ میں بیان کر دوں۔ تاکہ اسکے متعلق نہ کسی طرح کا اخفا رہے، نہ غلط فہمی رہے، نہ پیچیدگی باقی رہے۔ اسواسطے آپ مجھکو اجازت دینگے کہ موپلاؤں کے متعلق کچھ عرض کر دوں۔

میں اسوقت اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ جو واقعات ہوئے اسکے علل کیا ہیں؟ اور جو داستانیں اسوقت تک ہمارے کانوں سے ٹکرا چکی ہیں

سے کوئی ایک شرط بھی باقی ہے اُسوقت تک مسلمانان ہند کے لئے محال قطعی ہے کہ وہ صلح کا، اتفاق کا کوئی ہاتھ بھی اس گورنمنٹ کی طرف بڑھا سکیں۔

یہ بھی میں کہے دیتا ہوں کہ اب جبکہ حالات نے پلٹا کھایا، واقعات نے اپنا ورق اُلٹا، اور حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجوں نے (اللہ اکبر) یقیناً موجودہ جنگ کے میدان ہی کو نہیں، بلکہ وسط ایشیا کے میدان کو ہمیشہ کے لئے فتح کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے بار بار اس طرح کی چیزیں لائی جاتی ہیں اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ آج مسلمانوں کے مطالبات خلافت کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز تھریس اور سمرنا ہے۔

سمرنا اور تھریس
غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تلوار

لیکن میں اس وقت اس امر کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ سمرنا اور تھریس کا میدان فی الحقیقت وہ دونوں ایسے میدان تھے کہ اُس کا فیصلہ ہو سکتا تھا تو ہندوستان کے مسلمانوں کی آہ و فغاں سے نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ زندہ انسانوں کے ذریعہ سے ہو سکتا تھا۔ اسکی بنیاد یہ تھی کہ فی الحقیقت تمام مسئلہ خلافت میں یہ ظلم اتنا نمایاں اور اتنا اُبھرا ہوا تھا کہ بار بار مقررین خلافت اپنی تقریروں میں ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ دونوں علاقے یونان کو دلائے گئے۔ یونان فریق جنگ نہ تھا۔ جنگ سے اُسکا تعلق نہ تھا۔ اسکو بار بار نمایاں کر کے پیش کیا جاتا تھا۔ لیکن اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ مطالبات خلافت میں اس کی اہمیت بمقابلہ دیگر معاملات کے ہے

میں اس امر کا اعلان کر دینے کے لئے تیار ہوں کہ سمرنا اور تھریس کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تلوار اور اُس کی تلوار کی نوک کی قسمت پہ چھوڑ دیجئے۔

مسلمانوں کے عام اہل الرائے، مسلمانوں کے عام اہل حل وعقد، مجتمع ہوکر ایک فیصلہ کر دیں اور اُس فیصلہ کا اعلان کردیں تو بلاشبہ تمام مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اُس فیصلہ کو جمعیت کا فیصلہ سمجھیں، جمعیت کے ساتھ رہیں، اور اُس سے قدم نہ ہٹائیں۔ ہندوستان میں بدبختی سے کوئی نظام شرعی جماعت اور قوم کے لئے نہیں ہے۔ ایسی حالت میں فی الحقیقت اگر منصب امامت کے فرض کو ادا کرنے کا کسی جماعت کو حق حاصل ہے تو وہ علماء کی جماعت ہے، اہل بصیرت کی جماعت ہے، اور اُن تمام لوگوں کی جماعت ہے، جسکو اسلام اپنے یہاں ارباب حل وعقد کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ خواہ خلافت کی جماعت یا جمعیۃ العلماء کی مقدس جماعت۔ اس جماعت نے کامل غور و فکر کے بعد۔ تمام حالات کے دیکھنے کے بعد اس امر کا فیصلہ کیا۔ اس امر کا اعلان کیا۔ کہ اسوقت ہم نے اپنے فرائض شرعی کے انجام دینے کے لئے مطالبات خلافت کے پورا کرنے کے لئے، جو راہ اختیار کی ہے یہ راہ بلاقتل کئے اور بلاجنگ کئے ہے۔

میں نے وہ لفظ نہیں کہا جو تمھاری زبان پر جاری ہوتا ہے، یعنی تشدد یا عدم تشدد۔ اس امر کا اُنھوں نے قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ مسلمانوں نے اپنے فرائض شرعی کے نظام دہی کے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے، یہ وہ ہے جسکو سکون کے ساتھ، بلاکسی قتل کے یا بلا کسی ایسی حرکت کے جو لڑائی کی ہو، سکون اور امن کے ساتھ اس راہ کو طے کرنا چاہیے۔ میں اسکے دلائل پر بحث نہ کرونگا اگر وقت نے موقعہ دیا تو سُن لوگے کہ اسکی تشریح کیا ہے۔ اب وہ حقیقتیں آپکے سامنے منکشف ہوگئیں۔ پھر جب مسلمانوں کی بڑی سے بڑی ذمہ دار جماعت جو ہوسکتی تھی، احکام شرع کے رو سے وہ یہی جمعیۃ العلماء ہے۔ اُس نے یہ راہ عمل

اُس کی صداقت کیا ہے؟ ابتک وہاں کے حالات تاریکی میں ہیں۔ اُس کی روشنی ہم تک نہیں آئی۔ ایک واقعہ ہمارے سامنے آتا ہے اور ایک پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔ مدراس میل کا نامہ نگار ایک واقعہ لکھتا ہے اُس سے دوسری صورت ہمارے سامنے نمایاں ہوتی ہے۔ حقیقت میں اور صداقت میں اور ان واقعات میں ایسی صورت حائل ہے کہ وہاں کے اصلی حالات کو ہمارے سامنے نہیں آنے دیتی۔ آپ اس امر کا فیصلہ کرلیں کہ اس حادثہ کے متعلق آپکی رائے کیا ہے۔ میں جو کچھ عرض کرونگا وہ اس قدر صاف اور واضح ہے کہ آپ میں سے کسی کو اُس سے متفق ہوتے ہوئے تامل نہو گا۔

دو چیزوں کے متعلق میرا فرض ہے کہ میں صاف صاف اعلان کردوں۔ پہلی چیز وہ واقعہ ہے کہ جو وہاں رونما ہوا۔ یعنی وہ لڑائی، وہ جنگ، وہ فساد، وہ تشدد کہ جو وہاں واقع ہوا ہے۔ اور اسوقت تک اصلیت ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ یہ خبر بھی بار بار بیان کی گئی ہے کہ موپلاؤں نے وہاں انگریزی حکومت سے لڑائی کی۔ تلوار اُٹھائی، اُس کی عدالتوں اور اُس کی حکومتوں ان سب سے لڑائی کی۔ اور یہ جو اُنھوں نے شمشیر زنی کی۔ یہ واقعی اُنھوں نے خلافت کا نام لیکر کیا اور اس اعلان کے ساتھ کیا کہ خلافت کے مسئلہ سے جو فرائض ہمپر عائد ہوئے ہیں۔ اُن کی وجہ سے ہم نے تلوار اُٹھائی۔ میں نہیں جانتا کہ وہاں کے اصل واقعات کیا ہیں۔ اگر بالفرض یہ واقعہ صحیح ہو اور وہاں کے موپلاؤں نے یہ کیا ہو۔ تو ہمارے واسطے یہ بالکل صاف ہے۔ ہر طرح کے شبہ سے پاک ہے۔

نظامِ شرعی

فی الحقیقت اسلام کا نظام شرعی یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے تمام علماء،

انھوں نے فیصلہ کیا، کہ جو راہ تم کو اسوقت اختیار کرنا ہے وہ تلوار کی نہیں ہے بلکہ اور حقیقتیں ہیں جنکے ذریعہ سے اُس مقصد کو ڈھونڈنا چاہیئے جب مسلمانوں کا متفقہ یہ فیصلہ ہوا تو مسلمانوں کو یہ جائز نہ تھا کہ اُس سے قدم باہر نکالیں۔ اگر اُنھوں نے قدم باہر نکالا تو انھوں نے ترک اجماع کیا۔ اسکے لئے ہم اُنکو ملامت کر سکتے ہیں، سرزنش کر سکتے ہیں۔ اُن کے اس ترک اجماع سے ہماری اس جماعت کو نقصان پہونچا ہے، تو احکام شرع کی روسے اُن کی تعزیر کی جاسکتی ہے۔ بلاشبہ اس اعتبار سے یہ کھلی ہوئی چیز ہے، یہ حقیقت ہر شخص کو معلوم ہے کہ خلافت کے مطالبات کی رُو سے اور خلافت کے مقاصد کو اگر ترک کر دیجئے تو جب بھی ہندوستان کے مقتضیات کی روسے ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں قتال کے لئے اُٹھتے اور اپنی لاشوں کو تڑپاتے۔ موپلاؤں یا کسی مسلمان نے اگر یہ سمجھکر کہ ہم اسکو احکام شرع کی روسے جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں، تو یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہم اُس کو گناہ نہیں کہہ سکتے۔ اسوقت نفس عمل سے کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن بحث یہ ہے کہ جن حالات میں وہ عمل کیا گیا، جن وقتوں میں وہ عمل کیا گیا اُس کے اعتبار سے اُسکے احکام کیا ہیں؟ بلاشبہ شریعت نے جو روشنی ہمارے سامنے پھیلائی ہے، ہم دیکھ سکتے ہیں کہ علما کا فیصلہ اسکے خلاف تھا۔ اسوقت جو راہ ہم نے اختیار کی ہے، یہ تلواروں کی نہیں ہے جب انھوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا تو مالابار کے مسلمانوں کو یہ حق نہ تھا کہ وہ جمعیت کے التزام کو ترک کر دیں۔ اگر اُنھوں نے ایسا کیا تھا تو اُن کو سرزنش کی جاسکتی ہے۔ لیکن حقیقتاً وہاں واقعات کیا رونما ہوئے ہیں اسکے متعلق میں صحیح حالات نہیں بتلا سکتا۔

قرار دی کہ مطالبات خلافت پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کو جو طرز عمل اختیار
کرنا چاہیئے، وہ طرز عمل لڑائی کا نہیں ہے، قتال کا نہیں ہے، جنگ کا نہیں ہے،
خوں ریزی کا نہیں ہے، بلکہ اس راہ کو امن و سکون کے ساتھ طے کرنا چاہیئے،
پھر جب جمعیۃ العلماء کا یہ فیصلہ تھا۔ اُس نے جو بڑی سے بڑی جماعت ملک
میں ہو سکتی ہے۔ جسوقت اُس نے اس امر کا اعلان کر دیا۔ تو میں ان کو احکام
شرع کی رو سے بتلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی کسی جماعت کو، کسی گوشۂ ملک کو
خواہ وہ مالابار ہو، ہندوستان کا کوئی گوشہ ہو جہاں مسلمان بستے ہوں بشرطیکہ
اُن کی جماعت کو اس فیصلہ کی اطلاع ہو چکی ہو۔ محض   کی بنا پر نہیں بلکہ احکام
شرعیہ کے رو سے اُس اعلان کے بعد۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں سے کسی
جماعت کو جائز نہیں ہے کہ اس جماعتی فیصلہ سے اپنے قدم کو باہر نکالے اور اُس
طرز عمل کو اختیار کرے کہ جس طرز عمل کو مسلمانوں نے بحیثیت جماعت کے رد کر دیا ہو
اس لئے میں اس امر کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر موپلاؤں نے خلافت کے
مقصد کو لیکر تلوار اُٹھائی اور جنگ کی تو میں اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ اُن کا
یہ عمل اُس جماعتی فیصلہ کے خلاف تھا جو ہندوستان کے علماء نے اُسکے نائبین
نے کیا ہے۔ اس لئے یقیناً اُن کو ملامت کی جا سکتی ہے۔ اُن کو کسی حالت
میں یہ حق نہ تھا، کہ وہ ہندوستان کے جماعتی فیصلہ سے قدم باہر نکالیں۔
اور ہندوستان کے کسی گوشہ کو اس امر کا اختیار نہو گا کہ مسلمانوں کی جماعت نے
جو فیصلہ کر دیا ہے، اُس سے روگردانی کریں۔ اِنفراداً اسکا اصول تم کو معلوم
ہے، اسکا معیار تم کو معلوم ہے۔ بحیثیت جماعت کے جو عمل انھوں نے اختیار
کیا، بلا کسی تاویل کے، یہ کھلی ہوئی چیز ہے کہ جب جمعیۃ العلماء نے فیصلہ کر لیا
خواہ استطاعت نہونے کی وجہ سے، خواہ سامان نہونے کی وجہ سے جب،

اس کے بعد اگرچہ مطالبات بیشمار ہیں، لیکن ابھی میں نے ضمناً ایک چیز کہدی ہے۔ قبل اسکے کہ میں اپنے اس مختصر بیان کو ختم کروں، یہ چاہتا ہوں کہ ایک غلط فہمی جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہے، الحمدللہ عمل میں نہیں فعل میں نہیں، لیکن لفظوں میں۔ میں چاہتا ہوں اختصار کے ساتھ اُس غلط فہمی کا ازالہ کردوں۔

ان واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے میری زبان سے بے اختیار وہ ترکیبیں نکل رہی تھیں، جو اکثر استعمال کیجاتی ہیں۔ میں نے عدم تشدّد اور تشدد کا لفظ نہیں کہا

تشدُّد و عدم تشدّد و قتال

تشدد و عدم تشدّد یہ دو چیزیں ہیں کہ جو اس وقت ہمارے سامنے آئی ہیں اور جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے عدم تشدد کی راہ اختیار کی ہے نیز یہ بھی بار بار کہا جاتا ہے، بطور ایک مسلم عقیدہ کے کہ اگرچہ بحیثیت مسلمان ہونے کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ تشدّد کریں لیکن وقت کی ضرورتوں کو دیکھکر اُنھوں نے اس عقیدہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ اس بارہ میں چند الفاظ عرض کرونگا۔ اگرچہ وقت کوتاہ ہے اور جتنی تفصیل کی ضرورت ہے، اُتنی گنجایش نہیں ہے۔

سب سے پہلے میں یہ چیز لونگا کہ فی الحقیقت تشدد اور عدم تشدد کی لفظی ترکیب جو اختیار کی گئی، یہ ترکیب ہی غلط ہے۔ اگر تشدد سے مقصود ہے تشدد لغوی تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ اسلام نے کسی حالت میں ایک لمحہ کے لئے مسلمانوں کی کسی جماعت کو، کسی فرد کو تشدد کا حکم نہیں دیا ہے۔

تشدد کے معنی ہیں ظلم کے اصراف و اتلاف حق کے۔ پھر کیا ایک لمحہ کے لئے

جبراً مسلمان بنانا

بعض لوگوں کی طرف سے بیان کیا گیا کہ موپلا مسلمانوں نے جو کچھ کیا منجملہ اُن کے ایک بات یہ بھی بیان کی گئی۔ اُس بستی والے ہندوؤں پر جبر کیا۔ اور جبراً اُن کو مسلمان بنانا چاہا۔ صحیح واقعات ہمارے سامنے نہیں۔ یہ چیز جو ہمارے سامنے پیش کیگئی۔ اسکے خلاف بھی بیسیوں افسانے ہیں جو اسکے خلاف ہمارے پاس پہونچ چکے ہیں۔ خود میرے پاس متعدد خطوط مالابار سے آچکے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ یہ واقعات صحیح ہیں۔ تو ہم کو چاہیئے کہ جو ہمارے اعتقادات ہیں وہ مخفی نہوں۔ وہ ہمارا کھلا ہوا آشکارا مذہب ہے ہم کو چاہیئے کہ ہم بیان کردیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے بہت سے علماء نے شائع کیا ہے۔ ہر شخص متفق ہوگا کہ اگر وہاں کے مسلمانوں نے محض اپنے دل کا غبار نکالنے کے لئے اُن سے انتقام لینے کے لئے ظلم جبر کرکے جبراً اُن کو مسلمان بنانا چاہا ہے۔ تو ہم میں سے ہر شخص جسکو شریعت کا علم ہے اُس کا اعلان ہوگا کہ اگر اُنھوں نے ایسا کیا ہے تو اُن کا یہ کرنا شریعت کا عمل نہیں ہے۔ بلکہ شریعت کی توہین ہے۔ شریعت نے کبھی حکم نہیں دیا ہے کہ جبراً مسلمان بنایا جائے۔ جن پر شریعت نے جبر کیا تھا اُن کے لئے بھی "جزیہ" کی راہ رکھی تھی۔ جن حالات میں یہ کیا گیا ہے، اُس بے قاعدگی کو دیکھتے ہوئے کسی طرح کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ایک لمحہ کے لئے اُن کا یہ فعل اسلامی فعل تھا۔ مسلمان اس اعلان کے لئے تیار ہیں کہ اُن کے اس جبر سے اس ظلم سے بشرطیکہ جبر ہوا ہو، ہندوستان کے کسی مسلمان کو دلی ہمدردی نہوگی۔ ہماری ہمدردیاں اُنہی اسباب پر ہیں جو حق ہیں۔

اور وہ سُرخی بھی ہو جو انسانوں کے خون سے تلوار پر جمتی ہے۔

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ اسلام نے جنگ کی اجازت دی ہے خاص شرائط کے ماتحت۔ جس طرح کہ دُنیا کی تمام قوتوں نے، دنیا کے کل حصہ نے قولاً وفعلاً تقریباً دنیا کی تمام قوموں اور تمام طبیعت بشری نے اس چیز کا اعتراف کیا ہے۔ اس بنا پر تشدّد اور عدم تشدد کا جو استعمال کیا جا رہا ہے اور جن معنوں میں استعمال کیا جا رہا ہے، ان معنوں میں کسی طرح یہ استعمال صحیح نہیں۔ تشدّد تو اسلام کے نقطۂ فکر سے کسی حالت میں جائز نہیں۔ اسلام کے نزدیک تو بجز عدل کے کوئی فعل انسان کا جائز نہیں ہو سکتا۔ تشدد کا حکم اسلام نے کسی حالت میں نہیں دیا ہے۔ جنگ کا حکم دیا ہے جبکہ جنگ عدل کی قائم رکھنے والی ہو۔ تم کو معلوم ہے کہ جج بھی قتل کرتا ہے اور ایک ڈاکو بھی۔ جج قتل کرتا ہے پھانسی کے تختہ پر۔ ڈاکو قتل کرتا ہے مظلوم انسانوں کے بستروں پر۔ لیکن دنیا جج کی تعریف کرتی ہے۔ اور ڈاکو پر لعنت کرتی ہے۔ حالانکہ دونوں نے قتل انسان کیا ہے۔ لیکن ایک نے جو قتل کیا ہے زیادتی کے لئے اور دوسرے نے جو قتل کیا ہے وہ دفع تشدّد کے لئے۔ خدا نے عدل کے قیام کے لئے، انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے جنگ کو جائز رکھا ہے اُسکے لئے تشدد کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے۔

اب یہ دیکھو کہ مان لیا جائے کہ تشدد سے مقصود واقعی جنگ ہے۔ لڑائی ہے لیکن اب اس بارے میں ہمارا موجودہ طرز عمل کیا ہے۔ اس بارہ میں یہ حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی عزیز جو یہ سمجھتا ہو کہ اس جمعیت العلماء کے اعضاو ارکین نے اس امر کا اعلان محض کسی شخصی رائے کی بنا پر کیا ہے۔ کسی وقت کی مصلحت کی بنا پر کیا ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی آپ میں سے کسی کا خیال ہو تو آپ پر واضح ہو جائے کہ آپکا خیال ایک لمحہ کے لئے بھی درست ہو تو مسلمانوں

بھی اسلام نے ظلم کا حکم دیا ہے، اصراف کا حکم دیا ہے، بیجا زیادتی کا حکم دیا ہے اسلام نے انہیں سے کسی ایک چیز کا حکم نہیں دیا ہے۔

میں یہ آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر تشدد سے مقصود یہی ہے کہ جو معنی اسکے ہیں۔ زیادتی کرنا سختی کرنا۔ تو میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ ایک منٹ کے لئے بھی اسلام نے کسی حالت میں زیادتی و سختی کی اجازت نہیں دی۔ ایک اور چیز ہے جسکی اسلام نے اجازت دی ہے۔ وہ تشدد نہیں ہے، زیادتی نہیں ہے، ظلم نہیں ہے، مار پیٹ نہیں ہے۔ بلکہ وہ دوسری چیز ہے۔ اُسکا نام ہے جنگ قتال۔ لڑائی۔ جنگ، قتال، لڑائی ایک منظم عمل ہے جسکے شرائط ہیں، حالات ہیں۔ جو اسلئے نہیں ہیں کہ ظلم کو قائم کرے۔ زیادتی کرے۔ سختی کرے۔ بلکہ اسلئے ہے کہ حقوق و عدل کو دُنیا میں قائم کرے۔ بلاشبہ اسلام نے شریعت نے جنگ کا حکم دیا ہے۔ جس طرح انسان کی فطرت اور نیچر جائز رکھتی ہے۔ میں ایک منٹ کیلئے تسلیم نہ کرونگا کہ اُسنے تشدد کا حکم دیا ہے۔ جنگ دوسری چیز ہے۔ خوں ریزی۔ مار پیٹ اور قتل و غارت دوسری چیز ہے۔ اسلام نے اُس چیز کا حکم کبھی نہیں دیا ہے جسکو تم تعبیر کرتے ہو خوں ریزی سے۔ اسواسطے کہ وہ یہ حقیقت پیش کرتا ہے کہ دنیا میں خدا کی عالمگیر برادری کو قائم کرنا ہے لیکن دنیا میں ایک لمحہ کے لئے خدا کی محبت قائم نہیں رہ سکتی جب تک محبت مٹانے والے دنیا میں باقی ہیں۔ دنیا میں خدا کا عدل قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ عدل کے مٹانے والے دُنیا میں باقی ہیں۔ اس لئے عدل کے قیام کے لئے، محبت کے قیام کے لئے، نوع انسانی کی عالمگیر اخوت کے قیام کے لئے ضرورت ہے کہ جنگ کا وجود ہو۔ لڑائی کا وجود ہو۔ قتال کا وجود ہو۔ جو خدا کی زمین کو پامال کرنا چاہیں۔ جن کا وجود دنیا میں ظلم کے لئے ہے بلاشبہ اُن کے وجود کی گندگی سے زمین کو پاک کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ تلوار بھی ہو

کے لئے ممکن ہوتا تو ہم کو اپنی بدبختی پر شہادت دینی ہوتی۔

جمعیۃ العلماء نے اور ذمہ دار جماعتوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ راستہ لڑائی کا نہیں ہے، جنگ کا نہیں ہے، حرب کا نہیں ہے، قتال کا نہیں ہے، خوں ریزی کا نہیں ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم کو جو راہ اختیار کرنا ہے وہ امن شرعی اور پُرسکون ہے۔ اُن کا یہ فیصلہ کسی شخصی رائے پر نہیں ہے، بلکہ فی الحقیقت اسکی بنیاد شریعت کے نظام پر ہے۔ اس روشنی پر ہے جو شریعت کی رُو سے ہمارے سامنے آتی ہے اور بتاتی ہے کہ ہمارے لئے وہ صحیح راہ ہو سکتی ہے جو ہم نے اختیار کی ہے۔ اور جسکو ہمیں آخر تک پہونچانا ہے۔

جنگ

میرے دوست مولوی حسرت موہانی نے فرمایا کہ اس امر کا اعلان کر دیا جائے کہ کیا دفاعی جنگ بھی ممنوع ہے۔ دفاعی جنگ ڈیفنس میں لڑنا۔ دفاع کا کیا سوال ہے۔ میرا اعتقاد ہے کہ قرآن نے جن حالتوں میں مسلمانوں کو جنگ کا حکم دیا ہے وہ دفاعی ہی نہیں ہے، بلکہ ہجوم کی جنگ بھی ہے۔ موپلاؤں اور مسلمانوں کی کسی جماعت کے لئے بعد اِس کے کہ مسلمانوں کے اہل الرائے نے، صاحب بصیرت نے، اُن سب نے جو متفق ہو کر متحد ہو کر اس امر کا اعلان کیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یہ راہِ عمل ہے تو ہندوستان کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے علیحدہ قدم نہ لیجائے۔ مقصد اسوقت یہ ہے اور بلا شبہ یہ کھلی حقیقت ہے۔

اگر موپلاؤں نے ان ایام میں تلوار اُٹھائی۔ تو ان کا یہ فعل ہماری اُس جماعت کے فیصلہ کے خلاف ہے۔ اور اب ان کے اس فعل سے ہمارے تمام مقاصد پر

کے لئے کسی ایسے عمل کے ترک کا مستحسن ہونا تو درکنار کوئی ملحدانہ عمل نہیں ہوسکتا اگر مسلمان شریعت کی کسی تعلیم کو محض چند انسانوں کی خوشنودی کی خاطر اگر ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑ دیں، ترک کر دیں، کوئی اس طرح کا سمجھوتہ کر لیں، مفاہمت کر لیں تو آپ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ عمل اسلامی عمل نہیں ہے یہ ایک سخت سے سخت ملحدانہ عمل ہے جس سے بڑھکر ملحدانہ عمل مسلمانوں کے لئے نہیں ہوسکتا۔ کسی حالت میں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسلام کی چھوٹی سے چھوٹی شرع کو ایک لمحہ کے لئے ترک کریں۔

اگر مسلمانوں نے تمھاری بولی میں ترک تشدد کی پالیسی اسلیئے اختیار کی ہے، کہ چند انسانوں کی مصلحتیں اور چند انسانوں کے آرا اُن کے سامنے آگئی ہیں۔ تو اوّل تو یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اور یہ اتنا بڑا سوءِ ظن ہے کہ اس سے بڑھ کر سوءِ ظن مسلمانوں کے لئے نہیں ہو سکتا۔ کہ اس بڑی جماعت نے وہ عمل کیا ہے جسکے معنی ہیں خدا کی شریعت سے مُنہ موڑ لینے کے۔ اُس نے گردن نہیں موڑی ہے، اُسنے جو اعلان کیا، اُسکی بنا بھی احکام شریعت پر ہے۔ بلاشبہ موجودہ حالت میں احکام شرع کی رُو سے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے جو شرعی عمل ہو سکتا تھا وہ وہ تھا جو اُنھوں نے لیا۔ اور مسلمانوں کے علما کا اسپر مستقل ہو جانا کہ مسئلہ خلافت کیلئے جن کاموں کو انجام دینگے بلا لڑائی لڑے ہوئے ہمکو انجام دینا چاہیئے۔ اسکی بنیاد بھی نظام شرعی پر ہے۔ محض ایک فرد یا ایک جماعت کی رائے نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس آسمان کے نیچے کسی بڑے سے بڑے امام خلیفہ کو، بڑے سے بڑے عالم کو ایک منٹ کے لئے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اللہ کی شریعت کے خلاف، کسی چھوٹی سے چھوٹی فرع کے خلاف خدا کے چند بندوں سے سمجھوتہ کر لیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو اس سے بڑھکر کوئی ضلالت نہیں ہوسکتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ سوئے ظن ایک لمحہ

جب پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا تو اُس کا قدرتی نتیجہ تھا کہ پیمانہ چھلکے ۔ اگر اُن پر حملہ کیا گیا اگر اُن پر کسی فوج اور کسی حکومت نے کسی جماعت نے کیا ہو ، یا ہمپر اسوقت حملہ ہو تو اُس کی کئی صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ متعلق عام حالات حملہ آور کے۔ اُسکے جواب میں قرآن تبلا چکا کہ یقیناً مسلمانوں کو حفاظت کرنا چاہئے ، تلوار اُٹھانا چاہئے ، اور مقابلہ کرنا چاہئے

مُسلمانانِ ہند کی بدبختی

دوسری صورت یہ ہے کہ ہندوستان میں جو ایک خاص طرح کی بدبختانہ زندگی ڈیڑھ سو برس سے ہندوستان کے مسلمان لبسر کر رہے ہیں اور جس طرح اُنھوں نے اپنی غفلت کی وجہ سے ۔ نامردی کی وجہ سے ۔ سرکشی کی وجہ سے تعلیم الٰہی سے اعراض کی وجہ سے جو طریقہ اختیار کر لیا کہ وہ اس درجہ اُس حالت میں غرق ہو گئے ہیں کہ اُس حالت سے اُن کو نکالنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ایک پوری تعلیم کو اُلٹ دیا جاوے اور ایک انقلاب پیدا کر دیا جائے۔ ہندوستان کے اندر بھی خاص طور پر مظالم کئے گئے ۔ خاص طور پر مسلمانوں کے ساتھ بسنے والی حلیف قوموں کا خون بہایا گیا ۔ اسلامی حکومت کے مقابلہ میں اس حکومت کی فوجیں صف آرا ہوئیں ایسی حالت میں اب ہندوستان کے مسلمان جنکی تعداد دس کروڑ تک پہونچتی ہو اور جو دو سو برس سے اس زندگی کو گوارا کئے ہوئے ہیں ، اب ہندوستان کے مسلمان کیونکر اپنے فرائض شرعی کو انجام دیں ۔ تو اگر ہندوستان کے علماء نے اہل الرائے نے اس امر کا فیصلہ کر لیا کہ بلا شُبہ ایسی منزل عمل آگئی ہے ، ایسے نتائج موجود ہیں اس طرح کی بے استطاعتی ، اس طرح کی غفلت ، و بے سروسامانگی آج تمھاری کمر میں نہیں ، بلکہ تمھارے دلوں میں پیدا ہو گئی ہے ۔ تلوار ایک لوہار کے یہاں

جو اثرات پڑیں گے، اُن کی بنا پر ہم ہمیشہ حکم لگائینگے۔ اگر ان سے ہمکو مشکلات پیش آئیں جن کی مصالحت کی ہمکو ضرورت ہے۔ تو ہم اُس سے زیادہ سخت رائے ظاہر کرینگے اور احکام لگائینگے۔ کیونکہ اُن کا یہ فعل ایسا فعل ہے کہ اُنھوں نے جمعیت کے فیصلہ کو ترک کر کے کیا۔ بشرطیکہ اُن کو جمعیت کے فیصلہ کا علم ہو۔ کالی کٹ تک میں خود جا چکا ہوں اور اُن لوگوں سے مل چکا ہوں۔ یہ چیز کہ خلافت کمیٹی کا اعلان کیا ہے، ہندوستان کے علما کا اعلان کیا ہے۔ یہ چیز پہلے ان کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھی، اگرچہ یہ سچ ہے کہ جس درجہ اعلان ہونا چاہیئے تھا ویسا اعلان نہیں ہوا۔ لیکن اگر اُن کو علم تھا اور اُنھوں نے باوجود علم کے قدم اُٹھایا تو یہ اُن کا قدم جمعیت کے قدم جمعیت کے عمل، جمعیت کے فیصلہ کے خلاف ہے اُس سبیل کے خلاف ہے جو ہندوستان کے علماء کی جماعت نے اپنے لئے نکالا یقیناً ہم اسکا بھی اعلان کر سکتے ہیں کہ آج کے بعد بھی ہندوستان کے علماء کے خاص جماعتی فیصلہ کے خلاف ہندوستان کے مسلمانوں کا کوئی فرد۔ کوئی جماعت جو کام کرے گی اگر وہ اس جماعتی فیصلہ کے خلاف ہے، تو یقیناً اُسکو ملامت کیجائے گی ا سرزنش کیجائے گی۔ شریعت کے احکام ہمکو مجبور کرینگے کہ ہم اُنگلیاں اُٹھائیں موپلاؤں کے حرکات کے متعلق جو رائے میں دیکھتا ہوں یہ رائے تھی۔ اسوقت بحث یہ ہے کہ جو چیز ہمارے سامنے لائی گئی، جو صورت ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے، کہا جاتا ہے کہ بلا حملہ کے اُنھوں نے مطالبات خلافت کا نام لیکر تلوار اُٹھائی ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ واقعات کیا ہیں۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے خطوط ہیں۔ جن سے اس واقعہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ میرے پاس اس قسم کا مواد موجود ہے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے۔ وہاں بھی وہ واقعات کئے گئے جو آج ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں کئے گئے۔ ایک حد تک اُنھوں نے صبر کیا۔

کیا ہیں؟ اس امر کا قطعی فیصلہ کہ اس بارے میں احکام شریعت کیا ہیں حالات گذشتہ کی بنا پر، موجودہ حالات کی بنا پر، اور آئندہ آنے والے حالات کے بنا پر ایک نہایت ضروری موضوع یہ تھا۔ لیکن میں، اسکو اس وقت نظر انداز کرتا ہوں۔ شاید کل یا پرسوں عرض کروں گا۔ اسلئے کہ وقت کی تنگی مساعدت نہیں کرتی۔

سوراج

ایک اور مسئلہ ہے، جو ایک ہندی لفظ کے بھیس میں سوراج کے لفظ میں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محض لباس کا تغیر آپ کو حقیقت و معانی سے ناآشنا نہ کر دیگا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ حقیقت آپ کے لئے کوئی نئی حقیقت نہیں ہے، نیا پیغام نہیں ہے۔ عمل کا کوئی نیا دروازہ نہیں کھلنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کرۂ ارضی کے نیچے دنیا کی کوئی جماعت، قوم، فرد، نہیں ہے کہ جسکو اُسکے خدا اور رسول نے اس حقیقت محبوبہ کو اُس کے دل کے ایک ایک گوشہ میں نہ رچا دیا ہو اور اُسکے تمام جسم میں نہ پھیلا دیا ہو۔ یہ حقیقت ہے جو تیرہ سو برس سے آپکے سامنے موجود ہے

(اس موقعہ پر یکایک بجلی کی روشنی گل ہو گئی۔ اور تمام ہال میں تاریکی چھا گئی
رضا کاران نے گیس لیمپ اور لالٹینیں ہال میں منگائیں۔ لیکن چند منٹوں کے
بعد ہی بجلی کی روشنی پھر ہو گئی جسپر حاضرین نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا)

عزیزان من! آج کی صحبت صرف دس منٹوں کی اور باقی رہ گئی ہے عزیزان من! یہ روشنی ایسی قیمتی نہ تھی جسکے ملنے پر نعرۂ تکبیر بلند کرو۔ ہاں اگر ایمان کی روشنی مل گئی ہو تو اُسکے لئے جسقدر رچا ہو نعرۂ تکبیر بلند کرو۔ اگر آپ خاموشی سے کام لیں تو آج کی صحبت چند منٹوں میں ختم ہو جائے گی۔ بہرحال یہ ضروری مسئلہ

دوسری جگہ ملجائیگی۔ ہندوستان کے علماء نے اگر یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے لئے یہ حکم ہے کہ تمام مصائب کو جھیل جائیں، حملہ ہو تو اُس کو بھی جھیل جائیں، قید خانہ کے دروازے کھولے جائیں تو اُس کو بھی جھیل جائیں۔ اگر اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا تو اُن کا یہ فیصلہ احکام شرع کے خلاف نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُسپر عمل پیرا ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ موجودہ حالت میں جب ہندوستان کے مسلمانوں نے بحیثیت جماعت کے یہ فیصلہ کرلیا تو ہندوستان کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُس کی پیروی کرے، اُس سے منحرف نہو۔

موپلا اور مالابار کے مسلمانوں نے اگر یہ سوچا ہے تو اسکے کہدینے میں ہم کوئی باک نہیں رکھتے کہ اگر اُنھوں نے ایسا کیا کہ مسلمانانِ ہند کے متفقہ طرزِ عمل سے اُنھوں نے انحراف کیا۔ یقیناً اُن کو ملامت کیجا سکتی ہے۔ اور اُن کو سرزنش کیجا سکتی ہے۔ اس عمل کے وہ ذمہ دار ہیں، ہم شریک نہیں ہیں

اس امر کے متعلق جو مجھکو عرض کرنا تھا عرض کرچکا۔ تشدد کے متعلق جس چیز کو ظاہر کرنا چاہتا تھا یہ تھا کہ اگر ہم نے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے تو محض اسلئے کہ چونکہ علمائے دین کا فیصلہ ہے۔ اس طرح کسی الشان کا پشیمان ہونا، کسی قائل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیلئے جائز نہیں ہے۔ پس ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ معلوم کریں کہ تمھاری زبان کے مطابق مسلمان عدم تشدد پر عامل رہینگے تو اسکی کیا وجہ ہے؟ امید ہے کہ آنے والے دو دنوں کے اندر وہ بھی آپکے سامنے آجائے۔

اتحاد ہندو مسلم

حضرات! اب اسکے بعد جو ضروری ٹکڑے ہیں جنکو میں اسوقت نظر انداز کرتا ہوں۔ وہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد[۱] ہے۔ اس اتحاد کے متعلق احکام شرعی

[۱] اتحاد ہندو مسلم پر خطبۂ صدارت جلسۂ آگرہ میں مفصل بحث ہے۔ اُسکو طلب کیجئے۔

ہے اعلان ہو چکا ہے، زبانوں پہ بار بار کس درجہ اُس کی تکرار ہو چکی ہے، تو مسئلہ خلافت میں کسی چیز کو بار بار اس قدر دُہرایا نہیں گیا، جس طرح میں آپ کے سامنے اعلان نہیں، بلکہ ایک شہادت دینے کھڑا ہوا ہوں جسکا اس دو سال کے اندر اعلان کیا گیا ہے، میں اس مسئلہ کو یکایک آپ کی آنکھوں کے آگے بے نقاب کر دونگا۔

وہ مسئلہ کیا ہے؟ کسی مسلمان کے لئے، کسی قائل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لئے، ایک لمحہ کے لئے اگر اُس کو ایمان عزیز ہے، اگر وہ اس دنیا کو ایک مؤمن کی زندگی میں چھوڑنا چاہتا ہے، تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے انگریزی گورنمنٹ کی فوج میں یا پولس میں ملازم رہے یا ملازم ہو، یا لوگوں کو ملازم کرائے۔ یا اسی طرح کے کسی کام میں معین و مددگار ہو۔ (اللہ اکبر) اور نہ صرف یہ کہ یہ ایک معصیت ہے مثل اور معصیتوں کے نہ صرف یہ کہ یہ ایک گناہ ہے شریعت کے قرار داد گناہوں میں۔ بلکہ کل پرسوں بھی سن لوگے کہ معاملہ اس سے بھی زیادہ تاریک اور اظلم ہے۔ اور ہماری معصیتیں اسکے آگے ہیچ ہیں، بلکہ اگر اُن خطاؤں کو سامنے رکھا جائے تو صاف طور پر حقیقت کھلجاتی ہے کہ یہ وہ فعل ہے جو صرف گناہ کا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے، بلکہ ایمان اور کفر کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس چیز کا بار بار اعلان کیا جا چکا ہے میں گذشتہ ۱۸ مہینے کے اندر بار بار کر چکا ہوں اور یہاں بھی اعلان کرتا ہوں کہ گذشتہ دو سال کے اندر آپ کی نظروں کے آگے ایک مشت استخوان کھڑا ہوا۔ اور گذشتہ دو سال کے اندر ہندوستان کے بڑے بڑے صوبوں میں۔ بڑی بڑی آبادیوں میں، تمھارے اس صوبہ پنجاب میں، اس پانچ دریاؤں والی بستی میں، ایک مرتبہ نہیں چار پانچ مرتبہ آیا

تھا۔اب اس کا اجمالی ذکر بھی آج کی صحبت میں ملتوی رکھتا ہوں۔ انشاءاللہ بشرط زندگی اور توفیق الٰہی کل و پرسوں کی صحبتوں میں بیان میں آجائیگا۔

تجویز کراچی اور ملازمت فوج و پولیس

لیکن قبل اسکے کہ آج کی صحبتوں سے ہم رخصت ہوں ایک امراہم جس کو اگرچہ تفصیل کے ساتھ میں کل بھی عرض کرونگا۔تفصیل کے ساتھ اگر پرسوں بھی میں آپ کی اس مجلس میں موجود رہا تو عرض کرونگا۔لیکن تاہم اس وقت بھی اُس کو بلاگوش گذار کئے ہوئے اس جلسہ سے نہیں جا سکتا۔اگر میری اس تمہید کی وجہ سے آپ کے دل میں جو ذوق و بیقراری پیدا ہو، اس طرف لیجائے کہ وہ کوئی چھپا ہوا بھید ہے۔تو میں آپ کو تبلانا چاہتا ہوں کہ وہ بھید نہیں ہے راز نہیں ہے وہ بات ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے ارادہ کی۔میں آپ کی اس جماعت کو اس ہال کو اس احاطہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اس کے دروازوں پر، اسکی دیواروں پر بھی وہ حقیقت نظر آتی ہے۔اُس حقیقت کی تبلیغ و دعوت کا ایک مرتبہ بھی زبان پر لے آنا میرے دوستو تمھاری شریعت کو اس درجہ پیارا ہے کہ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ ۲۴ گھنٹہ کی مہلت لوں۔میرا جی چاہتا ہے کہ مختصر طور پر اُس حقیقت کو بھی تمھارے گوش گذار کردوں۔

وہ کونسا مسئلہ ہے؟ وہ مسئلہ یقیناً کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔تیرہ سو برس سے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں پر، زبان پر، صحائف و دفاتر میں کس طرح وہ مزین رہا ہے۔اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ ہندوستان کے اندر، ہندوستان کی گذشتہ تاریخ کے اندر، ہندوستان کے گذشتہ دو سالوں کے اندر، ہندوستان کے گذشتہ ۱۰ مہینوں کے اندر اس مسئلہ کا کسدرجہ اعادہ ہوچکا

اور اُس کے ہل چل سے اُن کو الگ کر دیا جائے۔

جرم

یہ گورنمنٹ کے لئے آسان تھا کہ اگر اُسکو گرفتار ہی کرنا تھا شوکت علی کو محمد علی کو حسین احمد کو پیر غلام مجدد کو ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو نثار احمد کو گرفتار کرے تو اُسکے لیئے نہایت آسان راہیں کھلی ہوئی تھیں جیسا کہ بار بار کہہ چکا ہوں۔ آج ہندوستان میں ایک ہندوستانی کی گرفتاری کے لیئے کیا جرم کے تلاش کی ضرورت ہوسکتی ہے؟ جرم کی ضرورت نہیں۔

آج ہندوستان میں کسی شخص کا مسلمان ہونا، ہندوستانی ہونا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے بڑھکر جرم نہیں ہوسکتا۔ مسلمان ہونے کے، ہندوستانی ہونے کے معنی کیا ہیں؟ مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ وجود کہ جس وجود کو اگر رائی کے برابر اللہ اور اُس کی شریعت اور اُس کا ایمان محبوب ہے تو وہ ایک منٹ کیلئے انگریزی گورنمنٹ کی غلامی کو، اُس کی اطاعت کو، اُس کی وفاداری کو، اُسکے وجود کو، اُسکے بقا کو قبول نہیں کر سکتا۔ یہ دو چیزیں ہیں جو ایک لمحہ کے لئے جمع نہیں ہوسکتیں۔ محال قطعی ہے کہ اب دو چیزیں ایک دل میں اپنا آشیانہ بنا سکیں۔ اسلام بھی موجود ہو اور رائی برابر بھی انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت کا وجود بھی دل کے اندر رہو۔ ایک شخص کا مسلمان ہونا اُس کے لئے بس کرتا ہے کہ وہ تمہارے وجود کے لئے جرم ہے۔ ایک شخص کا مسلمان ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ اُسے یہ آرزو ہو کہ ظلم کا یہ کارخانہ جلد سے جلد گر جائے اور خدا کی پاک زمین برٹش گورنمنٹ کی معصیت سے پاک ہو جائے۔

پھر کسی مسلمان کے لئے اگر وہ مسلمان ہے تو کس جرم کی تلاش ہے؟ وہ تو

اور ہر جلسہ کے اندر، ہر تقریر کے اندر، ہر جمعہ اور عید کے خطبہ کے اندر اعلان
کیا کہ انگریزی فوج میں نوکری کرنا حرام ہے، ناجائز ہے، معصیت ہے۔
اللہ کے رسول نے ایسے کاموں کا نام کفر رکھا ہے اور یہ کفر ہے۔ اسکا میں نے
اعلان کیا اور صرف پنجاب پر موقوف نہیں ہے۔ پنجاب کے علاوہ جن مقامات
پر میں گیا اس کا اعلان کیا۔ بحیثیت اسکے کہ مجلس میں ایک تجویز علیحدہ شکل
میں نکل آئی۔ یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ آج مجھکو یاد آیا میں کئی مرتبہ اسکو کہہ چکا ہوں میں اسکی
تاریخ کلکتہ کانفرنس سے شروع کرتا تھا۔ لیکن اس کی تاریخ اس سے پہلے شروع ہوتی
ہے۔ اس سے پہلے سندھ میں، لڑکانہ میں، کانفرنس ہوئی تھی۔ اسمیں
میں نے خود اس تجویز کے الفاظ۔ نہیں خود اپنے قلم سے یہ تجویز لکھی اور جلسہ
میں پیش کیا۔ جہاں اس کی روئداد میں موجود ہے۔ کلکتہ کے جلسہ میں خطبۂ صدارت
میں کہا۔ بریلی میں جمعیت کا جلسہ ہوا۔ اُس میں یہ تجویز منظور کی گئی جمعیۃ العلما
کا یادگار تاریخی اجتماع دہلی میں ہوا۔ اتنی بڑی تعداد ایک جگہ پر جمع ہوئی کہ شاید
ہی ہندوستان میں کہیں اور ظہور پذیر ہوا ہو۔ دہلی میں جتنی چیزوں کے متعلق آپنے
متفقہ اعلان اور فتویٰ شائع کیا منجملہ اُن کے یہ چیز بھی تھی۔

یہ اعلان بھی کیا گیا کہ فوجی ملازمت کا کرنا، بھرتی کرانا، اور کسی طرح کی جنگی اعانت
پولس کی اعانت یقیناً مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے، فسق ہے، طغیان ہے،
بڑی سے بڑی معصیت ہے، کفر کی ایسی معصیت ہے جسکے لئے اللہ اور اُسکے
رسول نے کفر کا اطلاق فرمایا ہے۔

گورنمنٹ نے آج یہ فیصلہ کیا کہ اسوقت تک جو ہاتھ ایک خاص طبقہ تک
اٹھا تھا، گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ ملک میں تحریک کے جو نمایاں اشخاص موجود
ہیں اُن کو بھی گرفتار کیا جائے اور اس طرح خلافت کی تحریک کو نقصان پہونچائے

امرتسر کا راستہ ہو کہ وہ پندرہ منٹ میں جلیانوالہ باغ میں لاشیں تڑپا سکتے ہوں۔ گورنمنٹ کی سب سے بڑی بدقسمتی کیا ہے۔ وہ بدقسمتی آج فلسفہ کی اس حقیقت کو بے نقاب کرتی ہے جو تختوں کے اُلٹنے کے وقت آتی ہے۔ جب حکومت کے بدلنے کا وقت آتا ہے تو قانون الٰہی چمکتا ہے۔ اور وہ قومیں، وہ گورنمنٹیں جو عقل کا پُتلا ہوتی ہیں، اُن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کی آنکھوں پر پردے پڑجاتے ہیں، کان میں اُن کے روئی پڑجاتی ہے۔ اعراض حق کا قدم اُن کا جب کبھی اُٹھتا ہے، لغزش کرتا ہے۔ اور ہمیشہ اُن کو راہِ حق سے روگرداں کر کے اُن گڑھوں میں ڈالتا ہے، جہاں تباہی اُن کا انتظار کر رہی ہے۔ اُن کا تجربہ کام نہیں دیتا حکمت کام نہیں دیتی۔ باوجود اسکے وہ تمام داستانوں کو پڑھتے ہیں جو قوموں پر گذر چکی ہیں۔ مگر باوجود اسکے جو قانونِ الٰہی جاری ہوتا ہے، ہر قدم جو وہ اُٹھاتے ہیں، موت کے قریب کرتا ہے

آج قدرت الٰہی نے ہندوستان کی سرزمین کے اندر۔ جو منظر فراہم کردیا ہے وہ ایک قوم کا زوال ہے، وہ ایک حکومت کا خاتمہ ہے۔ وہ ایک بڑے سے بڑے گھمنڈ کا خاتمہ ہے جو اللہ کی سچائی کو زمین میں چیلنج دے رہی تھی۔ اور ان تمام مظاہر میں بدقسمتی کا سب سے بڑا مظاہرہ جو ہمارے سامنے آتا ہے یہ ہے کہ اس عقیدہ کو جو اسلام کا ایک مسلّم عقیدہ ہے۔ جبکو ہر مسلمان مثل نماز روزہ کے جانتا ہے۔ جو چھپا ہوا راز نہیں ہے۔ بار بار جلسوں میں پیش کیا جا چکا اُسکو خلافت کی اور تجویزوں کے ساتھ کراچی کے ایک جلسہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور جب گورنمنٹ کی طرف سے پانچ آدمیوں کو گرفتار کیا جاتا ہے تو اُس کی بدقسمتی اُس کو بتلاتی ہے کہ صرف یہی ایک راہ ہوسکتی ہے اُن کی گرفتاری کے لئے۔ اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج وہی چیز کہ جس چیز کو زندانیان کراچی کے لئے جرم قرار دیا گیا ہے۔ جس چیز کو جمعیۃ العلما کے

تمہاری بقا کو فنا میں بدل دینا چاہتا ہے، میں نے کہا ہندوستان یہ تو وہ میدان انصاف ہے، یہ تو وہ عشق و صداقت کا میدان ہے۔ کہ ہندوستان کا ہر باشندہ جو سچائی کو عزیز رکھتا ہے۔ جسے ظلم سے نفرت ہے، محال قطعی ہے کہ وہ ہندوستانی ہو اور انگریزی گورنمنٹ کے وجود کو ایک منٹ کے لئے تسلیم کرنے کو تیار ہو۔ محمد علی شوکت علی کو گرفتار کرنا تھا تو کیا کسی جرم کی تلاش تھی۔ گورنمنٹ جس دروازے سے چاہتی بڑھتی، اور گرفتار کر لیتی۔

لیکن میں آپ کو تبلانا چاہتا ہوں۔ بلاغت تقریر سے الگ ہو کر آپ یقین کیجیے کہ محض حقیقت آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ یہ محض تقریر کی انشا پردازی نہیں ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ وہ وقت دور نہیں ہے، وہ وقت بہت نزدیک ہے، اگرچہ ہندوستان کے ظلمت کدہ نے اُس روشنی کو ہماری آنکھوں سے دور کر دیا ہے، وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب آنے والا مورخ اپنے ہاتھ میں قلم لیگا، اُسکے سامنے صفحات و قرطاس ہونگے، اور اُن صفحات و قرطاس کے نقوش کیا ہونگے۔ انگریزی گورنمنٹ کی تباہی اور اُس کے فنا ہو جانے کا افسانہ۔

لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اس مورخ کے لئے آج ہندوستان کے واقعات آج ہندوستان کے حوادث، آج خود اس مغرور گورنمنٹ کے افعال اُس آنے والے مورخ کے لئے کیا مواد تاریخی فراہم کر رہے ہیں۔ میں تم کو تبلانا چاہتا ہوں کہ آنے والا مورخ انگریزی گورنمنٹ کی جن بدقسمتیوں کو شمار کریگا ایک دو تین کرکے وہ مورخ برٹش گورنمنٹ کی بدقسمتیوں کو شمار کرے گا تو سب سے بڑی اور آخری بدقسمتی کیا ہوگی؟ کراچی کا مقدمہ۔ سب سے بڑی اور آخری بدقسمتی یہ ہوگی کہ جبکہ اُس کے لئے آسان تھا کہ اُن اسیران حق کے گرفتار کرنے کے لئے کسی نہ کسی حیلہ سے کام لیلے اُس کو کیا مجبوری ہوگی جنکے لئے پندرہ منٹ کے اندر اس لاہور سے

کہا ہے ۔ فوج والوں سے کہا ہے ۔ آج بھی میری یہ کوشش ہوگی کہ میں ایک ایک سپاہی کے کان تک پہونچاؤں کہ ایک مسلمان کورٹ مارشل کی گولی کھانا پسند کرے ، لیکن ایک منٹ کے لئے اسکو گوارا نہ کرے کہ یونین جیک کے آگے گردن جھکائے ۔

اگر جرم ہے تو میں نے برگشتہ کیا ہے ۔ اگر فوج اور پولس کو برگشتہ کرنا جرم ہے تو یقیناً میں اس جرم کو بار بار کر چکا ہوں اور جب تک مجھے فرصت حاصل ہے اسکو ہمیشہ کرتا رہونگا ۔ میری یہ کوشش ہوگی کہ انگریزی فوج اور پولیس کے اندر ہر فرد کے کان تک اس پیغام کو پہونچادوں ۔ ایک فرد ایسا نہ رہے جو اس سچائی کے حکم سے بیخبر رہے ۔ اگر اس جرم کی بنا پر تماشہ دکھلانا چاہیں تو میں کہتا ہوں کہ تماشہ کا افتتاح کرنا چاہئے ۔ اگر گورنمنٹ گرفتار کرنے کے لئے تیار ہے تو اب کیا ہے ۔ کیوں گورنمنٹ پر فالج گر گیا ۔ کیوں نہیں اب آگے بڑھتی ۔ کیوں نہیں ان بیشمار آدمیوں کو گرفتار کرتی ۔ جو کہ انکی تجویز کی تائید کر رہے ہیں ۔ میں نے سپاہیوں سے کہا ہے ۔ میں نے سپاہیوں سے پولیس والوں سے نوکری چھڑائی ہے ۔ اور آج بھی اس بہترین کام کو انجام دے رہا ہوں ۔ اس بارہ میں بہت سی داستانیں آپ کو سنانا نہیں چاہتا ۔ وقت کوتاہ ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کے دل کا اضطراب میری صداؤں کو سُن رہا ہے ۔ یا آپ کو لبستہ کی یاد دلا رہا ہے ۔

(یہاں لوگوں نے کہا کہ آپ تقریر فرمائیے ۔ ہم ہمہ تن گوش ہیں)

برادران عزیز ! میں آپ کے اس شوق و ذوق کا نہایت ممنون و مشکور ہوں

ذوق و درد کا اصلی مصرف

اگر حقیقتاً آپ کے قلب کے اندر وہ شوق معانی و ذوق عرفانی پیدا ہوگیا کہ

متفقہ فتوی کو۔ ایک ایسا جرم قرار دیا گیا ہے کہ اُسکی اشاعت جرم ہے۔ نشر جرم ہے۔ آج وہ حقیقت ہزاروں مجلسوں کی تجویزوں میں ہے۔ میں آج آپکے سامنے کھڑا ہوں۔ بارہا اعلان کرچکا۔ بمبئی میں، آگرہ میں، کلکتہ میں کہہ چکا۔ آج پھر اس جلسہ میں کہتا ہوں۔ میں اس عقیدہ کا آج بھی اعلان کرتا ہوں اور اگر اسکے جواب میں گورنمنٹ یہ حیلہ پیش کرتی ہے کہ محض جلسوں میں تجویز کا پیش کردینا کہ گورنمنٹ کی فوج اور پولس کی نوکری حرام۔ خالی تجویز کا پاس کردینا فتوی کی صورت میں شائع کرنا گورنمنٹ جرم قرار نہیں دیتی۔ بلکہ صرف جلسوں میں تجویز ہی پاس نہ کرنا بلکہ سچ مچ فلاں فوج اور سپاہیوں کو بھڑکانا۔ اُن لوگوں نے چونکہ فوج اور سپاہیوں کو بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔ گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا پھر اب میں نہیں چاہتا کہ اُس مسخر انگیز حالت کا نقشہ کھینچوں جو دنیا کی تاریخ میں برٹش گورنمنٹ نے اپنی حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا دکھلایا ہے۔ اگر گورنمنٹ فی الحقیقہ اس چیز کو جرم قرار دیتی ہے کہ سپاہیوں کو برگشتہ کیا جائے۔ اس امر کی کوشش کی جائے کہ سپاہیوں کے گھروں کے اندر، فوجوں کی بارگ کے اندر یہ صدا پہونچے۔ اسکو گورنمنٹ جرم قرار دیتی ہے

گورنمنٹ کو الٹیمیٹم

تو عزیزان ملت! آج پھر اس جلسہ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے سپاہیوں کو برگشتہ کیا ہے۔ میں نے انگریزی فوج کو برگشتہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے سیکڑوں سپاہیوں سے یہ کہا ہے کہ انگریزی فوج میں رہنا۔ نوکر کرانا۔ بھرتی کرانا حرام ہے۔ آج بھی ہر پولسمین سے، سپاہی سے کہتا ہوں۔ میں کلکتہ میں نشتر پولس کے آدمیوں کو علیحدہ کرا چکا۔ میں نے سپاہیوں سے

اور انتظار اور قاعدہ ہونا چاہیئے۔ اور اُن لوگوں کی اطاعت کا جذبہ ہونا چاہیئے جن کو ہم مستحق اطاعت سمجھتے ہیں۔ مان لو کہ یہ چیز تمھارے لئے کڑوی کسیلی تھی۔ لیکن اگر آدھ گھنٹہ کے لئے تم اتنی تلخی گوارا نہیں کرسکتے تو اللہ کے راستہ میں قربانی کی تلخی کیسے گوارا کروگے۔ وہ ہنگامہ جو بار بار گذرتا تھا میری طبیعت کو ناگوار گذرا۔ اور اُس لب ولہجہ میں آپ کو مخاطب کیا جسکا میں عادی نہیں ہوں۔ اگر کسی عزیز کو ناگوار گذرا ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ وقت بھی زیادہ ہو چکا ہے۔ اس لئے آج کا جلسہ ختم کیا جاتا ہے

میں علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اُنکا حُسن ظن میرے لئے توشۂ آخرت ہوگا۔

اختتامی تقریر حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مدظلہ

جلسہ جمعیۃ العلماء ہند منعقدہ بریڈلا ہال لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء

حضرات علماء کرام اور برادران عزیز! جمعیۃ العلماء کا یہ اجتماع مبارک متصل تین دنوں تک گرم رہا۔ آپ اُس کی مختلف صحبتوں میں شریک ہوتے رہے۔ آپ میں ایک جماعت[لہ] یہ تھی کہ جسکو اس وقت میں اپنے گردوپیش دیکھ رہا ہوں۔ جو اس جمعیۃ کا سروسامان کرتی تھی۔ اور ایک جماعت آپ حضرات کی تھی کہ جو تائید کے دلوں کو اور محبت کے کانوں کو لیکر آتے تھے تاکہ اُن کے احکام سُنیں اور اُن کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ لیکن اب یہ اجتماع، یہ انجمن اپنی اس موجودہ حالت میں، اپنی اس موجودہ شکل میں آپ کو معلوم ہے کہ چند

لہ یہ استقبالیہ کمیٹی کی طرف اشارہ ہے ۱۲

آپ حق کی صدائیں سُننے کے لئے، اپنے سینوں کے اندر ایسی لازوال آشفتگی رکھتے ہیں کہ بستر کی آرام دہ کروٹیں قربان کردیں۔ رات بھر کی تکلیف اور اختر شماری۔ تب بھی آپ اس صدا کے سُننے کے لئے تیار رہیں تو میں بتلانا چاہتا ہوں کہ اُس کے خرچ کرنے کے لئے یہ موقع نہیں ہے۔ کہ بہت زیادہ دیر تک میری تقریر سُنیں۔ بلکہ اسکے خرچ کرنے کا اصلی محل یہ ہے کہ اللہ کے عشق میں اُسکے اتباع میں۔ اُس کی پیروی میں۔ اُسکی راہ میں سب چیز قربان کرنے کے لئے اپنے شوق کو دکھلاؤ۔ اپنے دل کے جذبات کو دکھلاؤ۔ تاہم میں آپکے ذوق و شوق کا معترف ہوں۔

(تحریری خطبۂ صدارت کے سُننے کے وقت لوگوں میں ایک مرتبہ شور ہوا۔ اسپر حضرت مولانا نے پبلک کو سختی سے متنبہ کیا تھا اُس کے متعلق یہاں بیان معذرت ہے)

اور ساتھ ہی اس امر کی بھی آپ سے معافی چاہونگا کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔ خطبۂ صدارت کے اوراق سُنائے جارہے تھے۔ تو موضوع رو کھا پھیکا تھا۔ اور کچھ طرز بیان روکھا پھیکا۔ اگرچہ میرے عزیز سرسری طور پر اُسے دیکھ چکے تھے۔ پڑھنے میں بھی رکاوٹ ہوئی اور پبلک میں شور ہوا۔ مجھے مجبور ہو کر اُس لب و لہجہ میں کہنا پڑا اور علی الخصوص جبکہ ایسے بزرگوں کا مجمع موجود ہے۔ میں اُس لب و لہجہ کا عادی نہیں ہوں۔ مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایک حقیقی صورت کے احساس نے مجھکو مجبور کیا کہ اُس لب و لہجہ کو اختیار کروں۔

ہمارے مجلسوں میں سب سے بڑا جو جائز مطالبہ ہے۔ قولاً و شرعاً ایک نظام ہے۔ انضباط ہے۔ صبر ہے۔ اگر ہم میں اس وقت اتنا صبر پیدا نہیں ہوا ہے کہ ہمارے چند ہزار نفوس موجود ہیں، اگر وہ چیز اُن کے سامنے آتی ہے۔ اور اُن کو تبلایا گیا ہے کہ وہ سکون کے ساتھ سُنیں تو یقیناً ہمارے اندر اتنا صبر

جمعیۃ کے اس اجلاس کے سامنے ایسے اہم مسائل موجود تھے۔ جن میں سے بعض تجویزیں ایسی تھیں جو تجویزیں نہ تھیں۔ بلکہ مسلمانان ہند کی قسمت کی سرنوشت تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہماری بیچارگیوں کا ساتھ دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم امیدیں لے کر آئے تھے۔ اور فتح و کامیابی ساتھ لیکر جائینگے۔

جمعیۃ العلماء کا یہ اجتماع نہایت اہم اجتماع تھا۔ اسلئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو ایک محض ہنگامۂ انجمن اور نظارہ نہ سمجھے۔ بلکہ اُس کو عظیم الشان مقصد سے تعبیر کرے۔ اور اُسی کے ساتھ اس امر کا عزم واثق اپنے دل کے اندر پیدا کرے کہ جو دعوتیں جمعیۃ العلماء کی جانب سے آپکے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ اُن احکام کی تعمیل کے لئے آپ میں سے ہر شخص ایک پوری مستعدی لیکر جائے۔ اگر یہ برکت آپ کے قلبوں میں پیدا ہو گئی۔ تو یقیناً آپ کا یہ عمل عظیم ایسا عمل تھا جسکو میں نہیں کہہ سکتا کہ برکتوں کے کن لفظوں میں تعبیر کروں۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے کوئی عمل نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑکر، اہل و عیال کو چھوڑکر کسی ایک گوشہ میں جمع ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں، ذات کے لئے نہیں، وجود کے لئے نہیں، بلکہ اسلام کے مٹنے پر فریاد کرنے کے لئے، کلمۂ حق کی نصرت کے لئے۔ اس ٹوٹی ہوئی عمارت کی مرمت کے لئے۔ اب مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی عمل عظیم ہوسکتا ہے۔ اور مسلمانوں کا لفظ نہیں کہنا چاہیئے بلکہ انسانوں کی اُس جماعت کا جو اپنے سامنے حق پرستی رکھتی ہے اس سے بڑھ کر کوئی عمل عظیم ہوسکتا ہے جو مقصد جمعیت نے اپنے سامنے رکھے تھے وہ بھی اتنے اہم تھے کہ عجب نہیں کہ اللہ اُس کے بدلہ میں مسلمانوں پر رحمت کا دروازہ کھولدے

اس کے بعد جو مجھے عرض کرنا ہے یہ ہے کہ اگرچہ وقت کے مسئلہ کی نسبت

گھنٹوں کی مہمان ہے۔ اب بہت جلد یہ اجتماع اختتام پذیر ہو جائیگا۔ اور اسکے بعد آپ سب متفرق ہو جائینگے۔ جن گوشوں سے آپ نکلے تھے۔ جن بکھرے ہوئے گوشوں سے آپ نکلے تھے کہ یہاں جمع ہوں آپ بکھر جائینگے تاکہ انھیں میں منقسم ہو جائیں۔ مگر حضرات اس مجلس کی اختتامی صحبت میں عرض حالات کرتے ہوئے باوجود قلت وقت کے میں سب سے پہلا فرض جو اپنا محسوس کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں سب سے پہلے آپ کو توجہ دلاؤں کہ آپ کا یہ اجتماع، آپکی یہ انجمن، یہ ہنگامہ مبارک ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا بہت فضل و کرم تھا جبکا دروازہ وہ اپنے بندوں کے لئے کھولتا ہے۔ اگر آپ کی یہ مجلس صرف اسلئے تھی کہ اسکے تین شب و روز کے لئے آپ لاہور کی عمارت میں مجتمع ہوں۔ تین دن تک یہ اجتماع رہے اور آپ متفرق ہو جائیں۔ تو یہ آپ کی نیتوں کے لئے، جذبات کے لئے، سروسامان کے لئے کوئی بہتر نتیجہ نہیں دیتا۔ بلاشبہ اجتماع خود ایک برکت ہے۔ مجتمع ہو جانا خود ایک عبادت ہے۔ بلاشبہ بکھرے ہوئے انسانوں کا ایک سلک میں منسلک ہو جانا خود ایک امر نیک ہے۔ آپ کا یہ فعل نہایت عظیم الشان مقصد کے لئے تھا۔ اگر آپ اُن مقاصد کو لے کر آئے تھے جو تین دن تک آپ کے پیش نظر رہے اور اب کہ یہ مجلس متفرق ہونے والی ہے، وہ مقاصد آپ کی آنکھوں اور دلوں کے سامنے موجود ہیں اور آپ اُن مقاصد کے لئے ایک مستحکم عزم کو اپنے دل کے گوشہ میں لیکر جانے والے ہیں تو میں آپ کو مبارکباد دوں گا کہ آپ نے ان تین دنوں کے اندر مسلمانان ہند اور تمام عالم اسلامی کے لئے ایک اتنا بڑا عمل عظیم انجام دیا ہے کہ گذشتہ دو سال کے مجلسی کاموں میں اسکی کوئی نظیر موجود نہیں۔ کیا اسکی حقیقت ہمارے سامنے واضح نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ فی الحقیقۃ

کم سے کم اپنے سامنے کچھ زندگی کی خدمتیں اور زندگی کی چاکریاں رکھتے ہیں۔ اس امر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ اُس کو اور زیادہ اہمیت دوں لیکن باوجود اس چیز کے آپ کا مجھے صدارت کے لئے قبول کرنا ایسا واقعہ ہے جسنے میرے قلب کو بے انتہا مؤثر کیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کیونکر اس کی شکرگزاری کروں۔

جمعیۃ العلماء الحمدللہ اُن علما کا مجمع ہے جسمیں ایسے اصحاب علم و نظر۔ علم و تقویٰ کے موجود ہیں کہ بلاکسی تصنع کے واقعی میرا یہ اعتقاد ہے۔ میرا یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تدبر، علم، فضل، حمل، اور تقویٰ کو ایسی فضیلت دی ہے کہ میرے لئے کوئی عار نہیں ہے کہ اُن کے آگے زانوئے ادب خم کروں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ہماری نجات کے لئے ایسے بزرگ ذاتوں کا دروازہ کھُل رہا ہے۔ آخر میں میں آپ حضرات کا تہِ دل سے شکریہ اداکرونگا اور اُمید کرونگا کہ جسطرح آپ نے میری بے بضاعتی پر مجھے قبول فرمایا ہے۔ میری فروگذاشتوں کو بخشدینگے۔

اسکے بعد میرا فرض ہے کہ اُن حضرات کا تہِ دل سے شکریہ اداکروں کہ جن کی سعی وکوشش سے اس انجمن کے انتظامات ظہور میں آئے۔ لاہور کی کمیٹی نے جس مستعدی، خلوص، ہمّت کے ساتھ سب سروسامان کیا۔ اُسکے انتظامات آپ سب صاحبوں کے سامنے روشن ہیں۔ ہندوستان کے شہر میں جبکہ طرح طرح کے کام درپیش ہیں۔ بلاشبہ مشکل تھا کہ جمعیۃ العلما کے جلسہ کے لئے یہ سب انتظامات عمل میں دیے جائیں۔ یعنی ضرورت تھی بہت سے ایثار اور قربانی کی۔ اور استقبالیہ کمیٹی کے عہدہ داروں نے یہ سب کچھ کردکھایا۔ اسلئے میں فرض سمجھتا ہوں اور اُن کا بھی مشکور ہوں۔ اُن کی خدمات شکریہ کی حدود سے بالاتر ہیں۔ اسکے بعد میں آپ تمام عزیزوں کا شکرگزار ہوں اُس محبت کے لئے کہ

موجودہ اسلامی اور قومی مسئلہ کے متعلق کوئی گوشہ نظر و فکر کا باقی نہیں رہا ہے جو آشکارا نہوا ہو۔ لیکن بعض اہم ترتیب اور گوشے تھے اور ضرورت تھی کہ وہ زیادہ بہتر شکل میں نمایاں کئے جائیں۔ لیکن افسوس ہے کہ کاموں کی کثرت نے، وقت کی کوتاہی نے جلسے کے نظام اور اوقات کو درہم برہم کر دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کہ جو اوقات اسکے لئے رکھے گئے تھے اُسکا بڑا حصّہ سبجکٹ کمیٹی میں صرف ہوگیا۔ جو اشخاص مجلس ہوتے ہیں اُن کے اوقات اسدرجہ منتشر ہو جاتے ہیں کہ اُن کے لئے نہایت مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اوقات کو مقرر کر سکیں۔ ۲۲ کو مجھے بمبئی میں پہونچنا ہے اور اب کہ ۵ منٹ باقی ہیں۔ بالکل اس امر کی گنجایش نہیں کہ میں اُن اہم مسائل میں سے کسی مسئلہ کی جانب متوجہ ہوں۔ وقت کی تنگی سے نہ بہت تفصیل کے ساتھ عرض کر سکونگا۔ اس لئے اُس ٹکڑے کو اسوقت چھوڑتا ہوں لیکن اسی کے ساتھ جلسہ کے بعض اختتامی امور کے متعلق چند کلمہ مجھکو عرض کرنا ہیں۔ اور آپ اجازت دیں تو اُن کو عرض کر دوں۔ اور آپ سے موجودہ دقتوں میں رخصت ہوں۔

سب سے پہلا میرا فرض ہے کہ دوبارہ اُن تمام بزرگوں کا اور تمام عزیزوں کا شکریہ ادا کروں۔ جنھوں نے اپنے لطف و کرم کی وجہ سے میری بے بضاعتی کو قبول فرمالیا اور مجھکو صدارت کی عزت دی۔ میں ان حضرات کے وہ امر گوش گذار کر چکا ہوں۔ آپ اجازت دیجئے کہ ایک مرتبہ پھر آپ کے کانوں میں اپنے دل کی آواز پہونچاؤں۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ جلسوں کی کثرت ہے۔ گوشہ گوشہ میں جلسے منعقد ہوتے ہیں، انجمن موجود ہیں۔ اور جلسوں کے عہدے اور جلسوں کے منصوبے بھی محض ایک رسمی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ایسی حالت میں فی الحقیقت مجلس کی صدارت یا کوئی اور عہدہ اس درجہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسکی نسبت وہ کہے کہ جو

ہے۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے اُس کے بھیجنے کا کیا انتظام کیا ہے؟ اور وہ کونسے ذرائع ہیں جنکی وجہ سے مرکزی خلافت کمیٹی کو کامل اطمینان ہوگیا کہ جس غرض کے لئے یہ روپیہ دیا گیا ہے صرف ہوتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے؟ اسکے پہلے بھی مرکزی خلافت کمیٹی اعلان کرچکی ہے اور پھر آپ کے گوش گذار کرتا ہوں۔

انگورہ فنڈ اور سمرنا فنڈ کی یہ حالت ہے کہ اُس کے لئے کوئی ایسا براہ راست ذریعہ موجود نہ تھا کہ انگورہ یا کسی قریب تر مقامات میں روپیہ بھیجا جاوے گذشتہ سالوں میں کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا۔ اُس وقت تک بلاشبہ مرکزی خلافت کمیٹی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ انگورہ گورنمنٹ کے جو وزرا فرانس اور اٹلی میں موجود تھے، اُن سے تعلقات پیدا کرلئے تھے۔ اُن کے پاس روپیہ بھیجا جاتا اور وہ اپنی رسید بھیجدیتے تھے۔ اور جب روپیہ انگورہ پہونچ جاتا تھا تو وہاں کی رسید بھی آجاتی تھی۔ اسوقت تک براہِ راست انگورہ بھیجنے کا ذریعہ نہ تھا۔ مگر اب اسکا سامان ہوگیا۔ چنانچہ مرکزی خلافت کمیٹی نے جو پندرہ ہزار پونڈ بھیجے ہیں۔ وہ براہ راست غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے نام انگورہ بھیجے ہیں۔ جنگ کے بعد عثمانیہ بینک کا انتظام مکمّل ہوگیا ہے اور اُسکے تعلقات یورپ کے تمام بینکوں سے ہیں۔

یہ دو طریقے ہیں کہ جو طریقے مرکزی خلافت کمیٹی نے روپیہ کے بھیجنے کے لئے اختیار کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے طریقہ کی نسبت بھی اپنا اطمینان کرلیا تھا کہ جو لوگ اُن کے نائب اور اُن کے وزراء میں سے تھے، کچھ دنوں تک اٹلی میں وہ شخص موجود تھا۔ جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی بنائی ہوئی سلطنت کا وزیر خارجہ تھا۔ سمرنا فنڈ کی جو متعدد قسطیں بھیجی گئیں وہ اسی طرح۔ اب جو انگورہ بھیجا جاتا ہے وہ براہ راست عثمانیہ بینک کے ذریعہ سے غازی مصطفےٰ

جس محبت کو ہمیشہ آپ نے اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ میں آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا ہوں۔ میں آپ کے شوق و ذوق کا شکرگزار ہوں جو میں نے اِس وقت دیکھ لیا ہے جب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ آپ حضرات کا حسنِ ظن خلوص اور محبت کے لیے میرا شکریہ اُس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ اسکے اجر کو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں

ساتھ ہی آپ مجھے اجازت دینگے کہ اگرچہ موجودہ صحبت اسکی متحمل نہیں ہے کہ میں شخصی حیثیت سے مخاطبت کروں گا۔ چونکہ وقت کوتاہ ہے مجھے اس کا موقعہ نہ ملیگا کہ میں اُن عزیزوں کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ اُن مخلص عزیزوں کا جو صوبہ سرحدی سے تشریف لائے ہیں۔ میرا فرض ہے کہ اُن کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کروں اور اُمید کروں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہمت کو شجاعت کو۔ اُس جذبۂ ایمانی کو کہ جو ہندوستان کی بدقسمتی کے مقابلہ میں اب بھی اُن کے دلوں میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کو اپنے کلمات حق کا بہترین منبع بنائے۔ میں اپنے فرض میں کوتاہی کرونگا اگر اُن کا شکریہ ادا نہ کروں کہ عین اسوقت جب ہم اس جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ سڑکوں اور دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرات! اگر اُن کی یہ محبت۔ یہ مخلصانہ خدمت ہماری مساعدت نہ کرتی۔ تو ہم جلسہ کو اس خوبی کے ساتھ انجام نہ دیسکتے۔ میرا مقصود اُن عزیزوں سے ہے جن کو آپ اس جلسہ کے باہر دیکھ رہے ہیں۔ جو دنیا کی صداؤں کیلئے نہیں اللہ کے لئے، کلمۂ حق کے لیے اپنی زندگی کے تمام آرام و راحت کو اس راہ میں قربان کر چکے ہیں۔ میرا فرض ہے کہ اُن کا بھی شکریہ ادا کروں۔

مجھے ابھی یہ بات معلوم ہوئی کہ شاید بعض حضرات نے دریافت فرمایا تھا انگورہ فنڈ کی نسبت کہ جو روپیہ اس غرض سے مرکزی خلافت کمیٹی میں بھیجا جاتا

اسیر مالٹا کا پیغام

حضرت مولانا حسین صاحب مہاجر مدنی اسیر مالٹا و کراچی کی ولولہ انگیز تاریخی تقریروں کا مجموعہ جس میں یورپ کے مظالم ترکوں اور مسلمانوں پر۔ مالٹا کی کیفیت۔ یونان کی حالت وغیرہ مفصل دکھائی ہے ۹ر

تقاریر مولانا ظفر علی خاں

فدائے ملت مولانا ظفر علی خاں کی راولپنڈی۔ لاہور۔ کلکتہ۔ الہ آباد کی تقریروں کا مجموعہ ۹ر

دنیائے اسلام اور خلافت

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا زبردست خطبۂ صدارت جس میں مولانا نے یہ دکھلایا ہے کہ اس وقت روس چین آذربائجان۔ مراکش۔ طرابلس۔ افغانستان۔ الجزائر وغیرہ کے مسلمان خلافت کے لئے کیا کر رہے ہیں ۴ر

خلافت اور انگلستان باتصویر

مسئلہ خلافت کی تاریخ پر ڈاکٹر محمود صاحب بیرسٹر بانکی پور کی وہ زبردست تصنیف جس کی تعریف مولانا ابوالکلام صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب مولانا شوکت علی صاحب مولانا مظہر الحق صاحب جیسے حضرات نے کی ہے۔ تیسرا اڈیشن ہے۔ کتاب دیکھنے سے اندازہ ہوگا۔ عہ ر

سمرنا کی خونیں داستان

سمرنا میں یونانی مظالم کی تفصیل۔ مثلاً عورتوں کی عصمت دری۔ بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام شہر اور دیہات کا جلایا جانا۔ مساجد اور معابد کی بربادی۔ وغیرہ ۳ر

خطبۂ صدارت مولانا آزاد سبحانی

بہترین سیاسی اور مذہبی مضامین سے بھرا ہوا خطبہ نظام شرعیہ کی پوری تفصیل ۶ر

جذبات حریت

بہترین قومی نظموں کا مجموعہ جس سے بہتر مجموعہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا۔ اس دعوے کو آپ دیکھ کر تصدیق کر سکتے ہیں تمام لیڈران نے پسند کیا ہے۔ بہترین اخبارات نے ریویو کیا ہے ۸ر

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ

کمال پاشا کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اور اُنھیں کے ہاتھ کی رسید حاصل کیجائے گی۔ چنانچہ جو رسیدیں آچکیں بجنسہ اُن رسیدوں کے عکس کو چھاپکر بھیجدیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسکے بعد کسی صاحب کو شبہ نہو گا کہ جو روپیہ انگورہ فنڈ کو بھیجا جاتا ہے وہ وہاں نہیں پہونچتا۔

میں اپنی تمام کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ آٹھ بج چکے ہیں۔ اور مجھے اسی ٹرین سے بمبئی جانا ہے۔ بعض اہم کارروائیاں جمعیۃ العلماء کی باقی ہیں۔ بعض حضرات جو پہلے دن تشریف نہ لاسکے تھے اور اُن کے مواعظ حسنہ کے آپ حضرات مشتاق ہوں گے وہ تشریف فرما ہیں اور اُنھوں نے منظور کرلیا کہ آج کی صحبت کو طول دیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے آپ حضرات کو شاد کام فرمائیں۔

مضامین و تقاریر حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد

مضامین ابو الکلام آزاد حصہ اوّل

ہندوستان کی آزادی اور دیگر ضروری مسائل پر نایاب مضامین کا مجموعہ ۱۰ر

دعوتِ عمل

مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب اور اُس کا علاج۔ حق و صداقت کا اعلان اور اُس پر تیاری
آیندہ ترقی مسلمانان کے لئے ضروری اور اہم تجویز ۸ر

الحریت فی الاسلام

حریت اسلامی اور آزادی مسلمانان پر بے مثل تصنیف ۱۲ر

اتحاد اسلامی ۳ر بائیکاٹ (یورپین اشیاء) ۱۰ر ہندوستان پر حملہ ۳ر

جہاد اور اسلام

مسئلہ جہاد۔ قربانی۔ حقیقت اسلام۔ عید الضحیٰ۔ اسوۂ ابراہیمی وغیرہ پر مفصل بحث ۶ر

صدائے حق

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کی تشریح۔ احکامِ خداوندی کی تفصیل اعلان حق ۸ر

دعوت حق

دعوتِ حق کی مثال۔ دربار مامون الرشید کا واقعہ۔ تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ۔ قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق کی بحث ۶ر

خطبۂ صدارت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد جلسۂ آگرہ

اس سے بہتر کوئی خطبۂ صدارت نہیں جس میں ہندو مسلم اتحاد۔ کرانچی رزولیوشن۔ سورہ والعصر کی تفسیر۔ آگرہ کی عظمت اور گورنمنٹ کو الٹیمیٹم وغیرہ۔ زیر طبع ہے۔
خطبۂ لاہور بھی زیر طبع ہے۔

مشتاق احمد ناظم قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ شہر میرٹھ